بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودہ (۱۴) ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم الواعظین مورخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن کراروی مدظلہ

صدر اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

پھٹے پرانے کپڑے منگاتے ہیں پوشاک کے نیچے پہنتے ہیں، انھیں بھی جگہ جگہ سے چاک فرما دیتے ہیں۔ سبب پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ میرے شہید ہو جانے کے بعد یہ ظالم شقی میرا لباس بھی لوٹیں گے اور کپڑے بھی اُتاریں گے۔ شاید یہ پھٹے پرانے کپڑے نیچے دیکھ کر چھوڑ دیں اور اس طرح میری لاش برہنگی سے بچ جائے۔ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۳۰ وطبری صفحہ ۳۴۰۔

بہن کو رخصت فرما کر، بیبیوں کو الوداع کہہ کر، ماں کی کنیز فضہ پالنے والی کو بھی سلام کر کے بالی سکینہ سینہ پر سونے والی لاڈلی بیٹی کو چھاتی سے لگا کر منہ چومتے اور فرماتے تھے "بیٹی" خدا کے سپرد کیا۔ خیمہ کا پردہ اٹھا، باہر تشریف لائے۔ بہن نے رکاب تھامی، ذوالجناح پر سوار ہوئے اور میدانِ کارزار کو روانہ ہو گئے۔ (ناموسِ اسلام)۔

حضرت امام حسینؑ میدانِ جنگ میں

جب آپ کے بہتر اصحاب و انصار اور بنی ہاشم قربان گاہ اسلام پر چڑھ چکے تو آپ خود اپنی قربانی پیش کرنے کے لیے میدانِ کارزار میں آ پہنچے۔ لشکر یزید جو ہزاروں کی تعداد میں تھا، اصحاب باوفا اور بہادرانِ بنی ہاشم کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہو چکا تھا۔ امام حسین جب میدان میں پہنچے تو دشمنوں کے لشکر میں سے تیس ہزار سوار و پیادے باقی تھے۔ یعنی صرف ایک پیاسے کو تیس ہزار دشمنوں سے لڑنا تھا۔ (کشف الغمہ) میدان میں پہنچنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے دشمنوں کو مخاطب کر کے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے کہا۔

"اے ظالمو! میرے قتل سے باز آؤ۔ میرے خون سے ہاتھ نہ رنگو۔ تم جانتے ہو میں تمھارے نبی کا نواسہ ہوں۔ میرے بابا علی سابق الاسلام ہیں۔ میری ماں فاطمۃ الزہرا تمھارے نبی کی بیٹی ہیں اور تم جانتے ہو کہ میرے نانا رسول اللہ نے مجھے اور میرے بھائی حسنؑ کو سردار جوانانِ بہشت فرمایا ہے۔ افسوس تم کیسی بُری قوم اور کیسی بُری اُمت ہو کہ نہ تم کو خدا کا خوف ہے نہ رسولؐ سے شرم ہے۔ تم اپنے نبی کی ذرّیت اور اپنے رسولؐ کی آل کا خون بہاتے ہو اور میرے خونِ ناحق پر آمادہ ہوتے ہو، حالانکہ نہ میں نے کسی کو قتل کیا ہے نہ کسی کا مال چھینا ہے۔ کہ جس کے بدلے میں تم مجھ کو قتل کرتے ہو۔ میں تو دنیا سے بے تعلق اپنے نانا رسولؐ کی قبر پر مجاور بنا بیٹھا تھا۔ تم نے مجھے ہدایت کے لیے بلایا اور مجھ نہ نانا کی قبر پر بیٹھنے دیا۔ نہ خدا کے گھر میں رہنے دیا۔ سنو اب بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے اس کا موقع دے دو۔ کہ میں نانا کی قبر پر جا بیٹھوں یا خانۂ خدا میں پناہ لے لوں۔

اس کے بعد آپ نے اتمامِ حجت کے لیے عمر سعد کو بلایا اور اس سے فرمایا (۱) تم میرے قتل

سے باز آؤ (۲) مجھے پانی دے دو (۳) اگر یہ منظور نہ ہو تو پھر میرے مقابلہ کے لیے ایک ایک شخص کو بھیجو۔
اُس نے جواب دیا آپ کی تیسری درخواست منظور کی جاتی ہے اور آپ سے لڑنے کے لیے ایک ایک شخص مقابلہ میں آئے گا۔ (روضۃ الشہداء)۔

امام حسینؑ کی نبرد آزمائی

معاہدہ کے مطابق آپ سے لڑنے کے لیے لشکرِ شام سے ایک ایک شخص آنے لگا اور آپ اسے فنا کے گھاٹ اتارنے لگے سب سے پہلے جو شخص مقابلہ کے لیے نکلا وہ تمیم ابن قحطبہ تھا۔ آپ نے اس پر برق خاطف کی طرح حملہ کیا اور اسے تباہ و برباد کر ڈالا۔ یہ سلسلہ جنگ تھوڑی دیر جاری رہا اور مدت قلیل میں کشتوں کے پشتے لگ گئے اور مقتولین کی تعداد حد شمار سے باہر ہو گئی۔ یہ دیکھ کر عمر سعد نے لشکر والوں کو پکار کر کہا کیا دیکھتے ہو سب مل کر یکبارگی حملہ کر دو۔ یہ علی کا شیر ہے اس سے انفرادی مقابلہ میں کامیابی قطعاً ناممکن ہے۔ عمر سعد کی اس آواز نے لشکر کے حوصلے بلند کر دیئے اور سب نے مل کر یکبارگی حملہ کا فیصلہ کیا۔ آپ نے لشکر کے میمنہ اور میسرہ کو تباہ کر دیا۔ آپ کے پہلے حملہ میں ایک ہزار نو سو پچاس دشمن قتل ہوئے اور میدان خالی ہو گیا۔ ابھی آپ سکون نہ لینے پائے تھے کہ اٹھائیس ہزار دشمنوں نے پھر حملہ کر دیا۔ اس تعداد میں چار ہزار کماندار تھے۔ اب صورت یہ ہوئی کہ سوار، پیادے اور کمانداروں نے ہم آہنگ و ہم عمل ہو کر مسلسل اور متواتر حملے شروع کر دیئے۔ اس موقع پر آپ نے جو شجاعت کا جوہر دکھلایا۔ اس کے متعلق مورخین کا کہنا ہے کہ سر برستے تھے۔ دھڑ گرنے لگے، اور آسمان تھرتھرایا۔ زمین کانپی، صفیں اُلٹیں، پرے درہم برہم ہو گئے۔

اللہ رے حسینؑ کا وہ آخری جہاد   ہر وار پر علی ولی دے رہے تھے داد

کبھی میسرہ کو اُلٹتے ہیں، کبھی میمنہ کو توڑتے ہیں، کبھی قلب لشکر میں در آتے ہیں، کبھی جناح لشکر پر حملہ فرماتے ہیں۔ شامی کٹ رہے ہیں۔ کوئی گر رہے ہیں۔ لاشوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ حملے کرتے ہوئے فوجوں کو بھگاتے ہوئے نہر کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ بھائی کی لاش ترائی میں پڑی نظر آتی ہے۔ آپ پکار کر کہتے ہیں اے عباس تم نے ؎

یہ حملے نہ دیکھے یہ صف آرائی نہ دیکھی   افسوس کہ تم نے مری تنہائی نہ دیکھی

علامہ اسفرائنی کا کہنا ہے کہ امام حسینؑ دشمنوں پر حملہ کرتے تھے، تو لشکر اس طرح سے بھاگتا تھا جس طرح ٹڈیاں منتشر ہو جاتی ہیں نور العین میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ بہادر شیر کی طرح حملہ فرماتے اور صفوں کو درہم برہم کر دیتے تھے اور دشمنوں کو اس طرح کاٹ کر پھینک دیتے تھے جس طرح تیز دھار آلہ سے کھیتی کٹتی ہے۔

علامہ اربلی لکھتے ہیں کہ آنحضرت حملہ گراں انگندہ ہر کر باد کو شید شربت مرگ نوشید و ہر جانب

کہ تاخت گروہ ہے را بخاک انداخت کہ آپ کے عظیم الشان حملہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جو آپ کے سامنے آتا تھا، شربتِ مرگ سے سیراب ہوتا تھا اور آپ جس جانب حملہ کرتے تھے۔ گروہ کے گروہ کو خاک میں ملا دیتے تھے۔ (کشف الغمہ صـ۷۸) ۔

مورخ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کو یوم عاشورا داہنے اور بائیں دونوں جانب سے گھیر لیا گیا۔ تو آپ نے دائیں جانب حملہ کر کے سب کو بھگا دیا۔ پھر پلٹ کر بائیں جانب حملہ کرتے ہوئے آئے تو سب کو مار کر ہٹا دیا۔ خدا کی قسم حسین سے بڑھ کر کسی شخص کو ایسا قوی دل ثابت قدم، بہادر نہیں دیکھا گیا جو شکستہ دل ہو۔ صدمے اٹھائے ہوئے، بیٹوں، عزیزوں اور دوست، احباب کے داغ بھی کھائے ہوئے ہو، اور پھر حسین کی سی ثابت قدمی اور بے جگری سے جنگ کر سکے۔ بخدا دشمنوں کی فوج کے سوار اور پیادے حسینؑ کے سامنے اس طرح بھاگتے تھے جس طرح بھیڑ بکریوں کے گلے شیر کے حملہ سے بھاگتے ہیں۔ حسینؑ جنگ کر رہے تھے۔" اذا خرجت زینبؑ کہ جناب زینب خیمہ سے نکل آئیں اور فرمایا۔ کاش آسمان زمین پر گر پڑتا۔ اے عمر سعد تو دیکھ رہا ہے اور ابو عبد اللہ قتل کئے جا رہے ہیں، یہ سُن کر عمر سعد رو پڑا۔ آنسو داڑھی پر بہنے لگے، اور اُس نے منہ پھیر لیا۔ امام حسینؑ اُس وقت خز کا جبّہ پہنے ہوئے تھے۔ سر پر عمامہ بندھا ہوا تھا اور وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے تھے، حسینؑ نے گھوڑے سے گر کر بھی اسی طرح جنگ فرمائی جس طرح جنگ جو بہادر سوار جنگ کرتے ہیں۔ تیروں کا مقابلہ کرتے تھے۔ حملوں کو روکتے تھے اور سواروں کے پیروں پر حملے فرماتے تھے اور کہتے تھے، اے ظالمو! میرے قتل پر تم نے ایکا کر لیا ہے۔ قسم خدا کی تم میرے قتل سے ایسا گناہ کر رہے ہو جس کے بعد کسی کے قتل سے بھی اتنے گنہگار نہ ہو گے۔ تم مجھے ذلیل کر رہے ہو اور خدا مجھے عزت دے رہا ہے اور سُنو وہ دن دُور نہیں کہ میرا خدا تم سے اچانک میرا بدلہ لے گا۔ تمہیں تباہ کر دے گا تمہارا خون بہائے گا تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (تاریخ کامل جلد ۴ صـ۴۰)

مسٹر جیمس کارکرن امام حسینؑ کی بہادری کا ذکر کرتے ہوئے واقعہ کربلا کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ کہ "دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے۔ لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہیں کہ ان کے سامنے رستم کا نام لینے کے قابل نہیں۔ چنانچہ اوّل درجہ میں حسین ابن علیؑ ہیں کیونکہ میدانِ کربلا میں گرم ریت پر اور گرسنگی میں جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہو، اُس کے سامنے رستم کا نام وہی شخص لیتا ہے جو تاریخ سے واقف نہیں ہے۔ کس کے قلم کو قدرت ہے کہ امام حسینؑ کا حال لکھے۔ کس کی زبان میں طاقت ہے کہ ان بہتر بزرگواروں کی ثابت قدمی اور تہوّر و شجاعت اور ہزاروں خونخوار سواروں کے جواب دینے اور ایک ایک کے ہلاک ہو جانے کے باب میں ایسی مدح کرے۔ جیسی ہونی چاہیئے۔ کس کے بس کی بات ہے جو ان پر واقع ہونے والے حالات کا تصوّر کر سکے۔ لشکر میں گھر جانے کے بعد